No. 171

مجاهد ملّت

کی

مجاہدانہ عزیمت

حضرت مولانا یسین اختر صاحب مصباحی

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد

مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت

خانۂ خدا اور گنبد خضرا کے سائے میں عشق و وفا کی
آزمائش کا **ایک سنگین مرحلہ**

بقلم

حضرت مولنا یٰسین اختر مصباحی

استاذ ادب عربی جامعہ اشرفیہ

مبارک پور۔ اعظم گڈھ

ناشر

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ ۱۴۲ اترسوئیا الہ آباد یو۔پی

قیمت ۸۰ پیسے

مجاہد ملت کی مجاہدانہ عزیمت

رئیس التارکین مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن القادری
بانیٔ "جامعہ حبیبیہ" الہ آباد صدر آل انڈیا "تبلیغ سیرت" کی ذات گرامی
ہندو پاک کے مشاہیر علماء اسلام کی صف اول میں ایک ممتاز و منفرد اور
نمایاں مقام کی حامل ہے۔ وہ جہاں بھی رہتے ہیں ان کی مقدس پیشانی
سے مومنانہ فراست کی تنویریں پھوٹتی رہتی ہیں۔ اور ان کے لبوں پہ عشق و
عرفان کی اتنی لطافتیں سمٹ آتی ہیں کہ وہ اپنی محفل کے "گل سر سبد"
بن جاتے ہیں۔ وہ جس بزم میں بیٹھ جائیں۔ قوم وملت کے غم اور سوز دروں
کی دودِ آہ انھیں شمعِ محفل بنا کر اپنے ہزاروں پروانے پیدا کر لیتی ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ان کا پورا وجود اخلاص وللّٰہیت ایک چلتی پھرتی تصویر
ہے۔ اور اندر جھانک کر دیکھا جائے تو ان کے دلِ بیتاب کی ایک ایک
حرکت کسی آنے والے انقلاب کے مژدے سنا رہی ہے۔ بس اسی کی یاد
اسی کی تمنا اور اسی کی فکر میں وہ شعلۂ سوزاں کی طرح تپتے اور سیماب
پارے کی طرح تڑپتے رہتے ہیں۔

مجاہد ملت کے علم وفضل ذہانت وذکاوت اور ملی خدمات
کی ایک ایسی عظیم وجلیل تاریخ ہے جس پر کوئی مؤرخ قلم اٹھائے تو

دفتر کے دفتر ان کے ذکر جمیل سے روشن وتابناک ہو جائیں۔ علمی
وفکری قربانیوں کے ساتھ ہی شجر اسلام کی آبیاری کے لئے انھوں نے
لاکھوں روپئے اور بے شمار دولت لٹا دی اور سیکڑوں بیگھے زمین
اور جائیداد کو قربان کر دیا۔

مسجد اعظم دریا آباد (نیوا ترسوئیا) الہ آباد جو متعصب غیر مسلموں کے
حلقہ میں گھری ہوئی ہے اور آس پاس کوئی مسلم آبادی بھی نہیں اس
ویران مسجد کو مسلمانوں کے سجدوں سے آباد کرنے کے لئے آپ نے
"جامعہ حبیبیہ" کی بنیاد ڈالی اور اسے اپنے خونِ جگر سے سینچ کر پروان
چڑھایا۔ شر پسندوں نے بارہا اس پر حملے کئے جس کے دفاع کیلئے حکومت
کو پولیس کا حفاظتی دستہ تعینات کرنا پڑا۔ متعدد مقدمات قائم کر کے
وہاں سے آپ کو ہٹانے کی تدابیر اختیار کی گئیں۔ یہاں تک کہ آپ کے
محبین ومعتقدین بھی ان مشکلات سے گھبرا کر کسی دوسری جگہ منتقل
ہونے کی بات سوچنے اور کہنے لگے۔ لیکن نتائج وعواقب سے بے نیاز
ہو کر مرد مومن نامساعد حالات سے ٹکر لیتا رہا اور یہ شیر دل بوڑھا مجاہد
پوری پامردی کے ساتھ آج تک استقامت وعزیمت کا پہاڑ بنا غم
دوراں سے پنجہ آزمائی کا درس دے رہا ہے ـــــ ساتھ ہی ساتھ
جوں جوں عمر کے آخری ایام قریب ہوتے جا رہے ہیں اس کا فولادی عزم
جوانوں سے زیادہ جوان اور طاقتور ہوتا جا رہا ہے۔
مسلمانوں کے اندر مذہبی بیداری کی روح پھونکنے، انھیں

ایمان واسلام کے تقاضوں سے قریب تر کرنے، ان کے اندر شعائرِ
اسلامی کے فروغ و بقاء اور دلوں کو عشق و محبت رسول علیہ التحیۃ والثنا
کا والہ وشیدا بنانے کے لیئے اپنی بے پناہ جدوجہد بروئے کار لاکر انھوں نے
"آل انڈیا تبلیغ سیرت" کی تشکیل کی جو یوپی، بہار، بنگال، مہاراشٹر
اور اڑیسہ کے مسلمانوں کے درمیان مشہور ومتعارف ہے۔ الہ آباد،
بمبئی اور کلکتہ وغیرہ میں اس کے باقاعدہ دفاتر بھی قائم ہیں۔

ایک محدود تنظیم جو اپنے طور پر مدت دراز سے کچھ افراد بزعم خویش
اپنے جذبۂ کردار وعمل کے بدولت تھوڑا بہت کام کرتی چلی آرہی تھی۔
اور اس کوشش میں تھی کہ کسی مخلص مذہبی امیر وسالار کی قیادت میسر
آجائے تو کل ہند سطح پر اس تحریک کو عام کیا جائے اس سلسلہ میں ان میں سے
بعض نے کافی تگ ودو کی اور بالآخر ان کی نگاہِ انتخاب حضرت مجاہدِ
ملت پر پڑی۔ وہ سالہا سال تک مجاہد ملت سے درخواست کرتے رہے
کہ آپ اس تنظیم کی زمام قیادت اپنے ہاتھوں میں لے لیں۔ لیکن اس کی
بہت سی گمراہیوں کے سبب بے التفاتی کے ساتھ ان کی اس پیش کش
اور درخواست کو بہت دنوں تک مسترد کیا جاتا رہا۔

اس تنظیم (خاکسار) کے بانی عنایت اللہ مشرقی نے اس کے
جو اصول وضوابط مرتب کیئے تھے وہ اس کے ممبروں کو تسلیم کرنا ضروری
تھا۔ مگر ساتھ ہی اس کا اعلان یہ بھی تھا کہ میرے عقائد سے متفق ہونا
ضروری نہیں۔ ہر شخص اپنے اعتقاد کے سلسلے میں خود مختار ہے۔ چنانچہ

حضرت مجاہد ملت نے ان سے فرمایا کہ تمھارے مشرقی کے عقائد خراب
ہیں اس لیئے میں تمھاری قیادت نہیں کر سکتا۔

انھوں نے کہا کہ ہمارے عقائد صحیح ہیں۔ ہم اس معاملے میں اس کے
پابند نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمھارے اصول وضوابط میں بھی
تو بہت سی غلط باتیں شامل ہیں۔ چنانچہ ان کی ترمیم بھی آپ نے
تحریری طور پر فرمائی۔ اور اس کے ذمہ داروں تک اسے پہونچایا
گیا مگر انھوں نے ان سے اتفاق کرنے سے انکار کیا چنانچہ ترمیم
منظور کرنے والے نیز دوسرے لوگوں کو شامل کر کے آپ نے ایک
نئی دینی واصلاحی جماعت، کو "خاکساران حق" کے نام سے موسوم
کر کے اپنے کام کا آغاز فرمایا۔ الحمدللہ کہ تیزی کے ساتھ اس کے ممبروں
میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور فیض آباد۔ الہ آباد، سلطان پور،
مراد آباد، بمبئی وغیرہ میں ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچ چکی ہے
اور سماجی واصلاحی محاذ پر اب تک متعدد قابل قدر خدمات یہ
لوگ انجام دے چکے ہیں اور ان کے اثرات واضح طور بڑھتے
اور پھیلتے جارہے ہیں۔

شوکت اسلام کی بقاء اور مسلمانانِ ہند کی سرفرازی کے لیئے
حضرت مجاہد ملت نے بارہا قید وسلاسل کو خود دعوت مبارزت
دی ہے اور سالہا سال تک ان کی عزیمت واستقلال نے جیل کی
آہنی سلاخوں سے اپنے دست وبازو آزمائے ہیں۔ عمل پیہم اور جہد

مسلسل کی جو اعلیٰ ترین روایت ان کی عدیم النظیر شخصیت سے وابستہ
ہے اس برصغیر میں کی موجودہ دینی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے
ملے گی۔ مصائب و آلام کی پیہم یلغار اور طوفانِ حوادث کا مقابلہ اور
بسا اوقات اس سے استغناء اور شانِ بے نیازی تو اب آپ کی
فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔ وقتی سیاسی مصالح کو بالائے طاق رکھ کر
گردش روزگار کے سامنے سینہ سپر ہو جانا ان کے لئے ایک ادنیٰ
سی بات ہے۔ نہ جانے کتنے واقعات ہیں جو ان کی تاریخ زندگی کے
صفحات پر درخشندہ ستاروں کی طرح بکھرے پڑے ہیں۔ مجاہد ملت
حالات سے خود سمجھوتہ نہیں کرتے بلکہ ان کی کتاب زندگی کا ہر باب
اس عنوان سے شروع ہوتا ہے ع زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ ستیز

ے آئین جواں مردی حق گوئی و بے کی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حق بات کا برملا اظہار و اعلان کرتے ہیں نتیجہ چاہے جو بھی نکلے۔ عموماً
بعض مشکل اور نازک حالات میں بہت سے علماء و بزرگ بھی....
"رخصت" پر عمل کرتے ہیں لیکن آپ کا ہر ہر عمل جواں ہمت
"اصحاب عزیمت" کی یاد دلاتا ہے۔

ہندوستان کے اندر بعض مسلم مسائل کے سلسلے میں آپ کئی
بار اسیر زنداں ہو چکے کیونکہ بڑے بڑے جابر حکمرانوں کے سامنے
نہ ڈرتے ہیں اور نہ دبتے ہیں۔ متعدد بار فریضۂ حج بھی ادا کر چکے

ہیں لیکن نجدی امام کے پیچھے کبھی بھی نماز نہ پڑھی۔ جماعت ہوتی رہتی
اور آپ باوضو ٹہلتے رہتے۔ بہت سے لوگوں کو یہ بات عجیب سی معلوم
ہوتی۔ مخلصین بھی کہتے کہ آپ جماعت میں شریک نہ ہوں مگر اس
وقت تو یہاں ٹہلتے رہنا مناسب نہیں۔ جماعت ختم ہونے کے بعد
تشریف لایا کریں آپ فرماتے لوگو" مسلمانوں کو کیسے معلوم ہوگا کہ
نجدی امام کے پیچھے اس کے عقائد باطلہ کی وجہ سے نماز جائز نہیں۔ یہی
شرعی حکم بتلانے کے لئے تو میں ٹہلتا رہتا ہوں"

ایک بار اسی جرم میں پکڑ کر قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) کے
پاس حاضر کیا گیا اس سے آپ کی طویل گفتگو ہوئی لیکن وہ آپ کو
کسی طرح قائل نہ کر سکا۔ اسی مجلس میں کسی نے کہا "تمھیں معلوم نہیں
کہ کس سے گفتگو کر رہے ہو۔ یہ چاہیں تو تمھیں قتل بھی کرا سکتے ہیں"
مجاہد ملت نے گلوگیر آواز میں فرمایا

" اے خوشا نصیب! کہ میں خدا کی اس پاک سرزمین اور دیار
رسول میں شہید کیا جاؤں اور حجاز مقدس کے ریگ زاروں میں میرا
خون جذب ہو جائے۔ یہی تو میرا عین مقصود اور معراج زندگی ہے"

امسال بھی زیارت حج و زیارت حرمین شریفین کی سعادت
سے بہرہ مند ہونے کے لئے آپ نے حجاز مقدس کا سفر کیا لیکن وہاں کی
نجدی حکومت نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ۲۸ ذوالحجہ ۱۳۹۹ھ
مطابق ۱۹ نومبر ۱۹۷۹ء کے اخبار سیاست جدید کانپور نے اس کی خبر

دیتے ہوئے لکھا ہے جسے آپ دل پر ہاتھ رکھ کر پڑھیں۔

"بمبئی ۱۷ر نومبر مولینا حبیب الرحمٰن نے جنھیں پچھلے مہینہ سعودی عرب نے حج سے پہلے ہی اپنے ملک سے نکال دیا تھا کل ایک کانفرنس کو بتایا کہ میں نے شیخ عبدالعزیز کے پیچھے نماز پڑھنے سے اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ ان مسلک مختلف تھا، انھوں نے بتایا مجھ سے حرم شریف کے قاضی نے پوچھ گچھ کی تو میرے ہاتھوں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں میرے انگوٹھے اور انگلیوں کی چھاپ لگائی گئیں اور میرے فوٹو بھی مختلف زاویوں سے لیئے گئے تھے۔ مجھے ملک بدر کرنے سے پہلے جیل خانہ میں ڈالا گیا تھا۔ مولینا حبیب الرحمٰن نے بتایا کہ مجھے دھوپ میں کھڑا کیا جاتا تھا اور جیل کی کوٹھری کے دروازے پر میرے ہاتھ پاؤں باندھ کر اس قدر پیٹا جاتا تھا کہ مجھے غش آجاتا تھا۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ ہندوستانی سفارت خانہ نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا تھا۔"

(یو۔این۔آئی)

بمبئی میں "آل انڈیا تبلیغ سیرت" کی ایک اہم میٹنگ سعودی عرب حکومت کے خلاف احتجاج کرنے کی غرض سے منعقد ہوئی تھی اس میں انھوں نے بتایا کہ "ہندوستان سے حج کے موقعہ پر سرکاری خیر سگالی مشن اسحاق جیم خانہ والا کی قیادت میں سعودی عرب گیا تھا اس وفد نے بھی میری مدد نہ کی"۔ (سیاست جدید کانپور ۲۱ر نومبر ۱۹۷۹ء ۶)

نجدی حکومت نے ظلم کیا! ہندوستانی سفارت خانہ واقع ریاض نے آنکھیں پھیر لیں! اور سرکاری خیر سگالی مشن کے وفد نے کوئی مدد نہیں کی! آپ جانتے ہیں ایسا کیوں ہوا؟

سعودی حکومت نے اپنے تمام مذہبی امور و فرائض کی انجام دہی کے لیئے "آل الشیخ ابن عبدالوہاب نجدی" کو مقرر کر رکھا ہے جس کا وہ خود بار بار اعلان بھی کر چکی ہے۔ ہندوستانی سفارتخانہ واقع ریاض میں غیر مسلموں کے علاوہ جو ملازمین ہیں انکی بیشتر تعداد، ندویوں، مودودیوں، دیوبندیوں، اور غیر مقلدوں کی ہے سرکاری خیر سگالی وفد بھی کچھ اسی طرح کے لوگوں پر مشتمل تھا۔

کوئی مدد بھی کرے تو کیونکر؟

وہی قاضی، وہی منصف، وہی شاہد ٹھہرا
اقربا میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

اور ہندوستان کے کچھ نجدی ایجنٹ بھی ساتھ ساتھ لگے ہوئے تھے۔ جن کا یہاں انھوں نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ معرکۂ حق و باطل میں تو وہ جم نہ سکے اب انھوں نے یہ بہیمانہ طریقہ اختیار کیا کہ اپنے نجدی آقاؤں کو شہ دے کر اقتداء نہ کرنے کے جرم میں اپنے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا اور دوسرے الفاظ میں ہمارے پیشوائے اعظم اور مقتدائے دین و ملت کی توہین و تذلیل کر کے ہندو پاک کے سبھی اہلِ سنّت و جماعت کے جذبۂ حمیت کو للکارا ہے اور ہوشمند افراد کی غیرتِ ملی

کو چیلنج کیا ہے۔

ان "حرم فروش شیوخ حرم"، کو معلوم ہونا چاہیے کہ سعادت
حج سے محروم کرنے کی کوشش اور حرمین طیبین کے اہل ایمان کو جور و
جفا کا نشانہ بنانا کفار و مشرکین اور یزیدیوں کا طریقہ ہے۔ مجاہد ملت
نے اپنے اس احتجاج اور طرزِ عمل سے جہاں ایک شخصی حکومت کے
اندر جابر شیوخ اور قاضیوں کے سامنے کلمۂ حق بلند کیا ہے۔ وہیں
انھوں نے محمد عربی رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم اور شہید کربلا امام
حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت کریمہ پر بھی عمل کیا ہے۔ واللہ! بڑی
بامراد ہے ان کی زندگی اور قابل رشک ہے ان کا بخت و مقدر۔

یہ پہلو بھی ذہن نشین رہے کہ کچھ دنوں پہلے "تجویز انہدام گنبد خضرا"
کے خلاف ہند و پاک وغیرہ کے سارے مسلمان اور علماء اہل سنت
بالخصوص مجاہد ملت نے اپنے حلقۂ اثر میں زبردست احتجاج کیا تھا
اور اس کی مخالفت میں انھوں نے تقریریں کیں۔ جس سے سعودی
عرب کی بدنامی ہوئی اور مسلمانوں میں اس کے خلاف شدید نفرت پھیل
گئی لیکن غضب خدا کا کہ اب تک اس نے اس تجویز کی کوئی تردید نہ کی۔
کیونکہ یہ ان کا عین اعتقاد ہے وہ تو صرف مسلم رائے عامہ کرنے کا ایک
طریقہ اپنایا گیا تھا جو اچھی طرح ظاہر ہوگئی تو وقتی طور پر اس خوفناک
سازش کو ملتوی کر دیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ قیامت تک کے لئے یہ سازش
ناکامی کی نذر ہو جائے۔ آمین!

نجدی حکومت اور اس کے ہندوستانی ایجنٹوں نے حرمین طیبین
کی مبارک و مسعود سرزمین پر اس احتجاج کا انتقام لے کر اپنے چہروں
کا نقاب الٹ دیا ہے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ ہمارے عبا و قبا اور تسبیح
کے دانے دام فریب اور سیاسی اغراض و مصالح کے لئے محض آلات
و سائل ہیں۔ ہمارا مقصود تو صرف نجدیت کی تبلیغ اور اقتدار کی کرسی
سنبھالے رکھنا ہے کتاب و سنت کا نام لینا تو ہماری مکاری و عیاری ہے۔

چنانچہ ابتداءً شیخ نجدی نے جب ہر طرف سے اپنے لئے مسدود پایا
تو آل سعود سے رابطہ قائم کیا اور غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن بھوپالی
کے بقول اس نے اپنی لڑکی بھی نکاح میں دیدی۔ اور نجد و حجاز کا
والی بنانے کی بھی پیش کش کی جس کے بعد ایک باہمی معاہدہ طے ہوا
اور پھر دونوں نے اپنی کوششیں شروع کیں۔

۱۹۲۵ء میں نجدیوں نے مکمل سیاسی و مذہبی تسلط پایا اور ترکوں
کو نہ صرف یہ کہ مار بھگایا بلکہ قتل و غارتگری کر کے "اختلاف مسلک"
کا اتنا زبردست انتقام لیا کہ انھیں مدتوں سعادت حج سے محروم
رکھا اور روضۂ پاک کو ڈھانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے راقم
سطور کی زیر طبع کتاب "گنبد خضرا"، میں یہ تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔[1]
سعودی عرب میں بے شمار مسلمان ایسے ہیں جو دل و جان سے

[1] اب یہ کتاب "گنبد خضرا" چھپ کر ہند و پاک میں تیزی کے ساتھ پھیل چکی ہے اور ہاتھوں ہاتھ لی جارہی ہے۔

نجدیوں اور ان کے اعمال و عقائد کو بہت برا سمجھتے ہیں۔ صدر جمعیۃ علماء ہند حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند سہارنپور نے لکھا ہے۔

"صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی میں نجد سے ظاہر ہوا اور چونکہ عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھتا تھا اسلئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی دعوت دیتا رہا۔ ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ انکے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہونچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیئے بہت لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس سے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا۔ اور ہے اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوسی سے نہ ہنود سے۔" (ص ۴۲ الشہاب الثاقب از حسین احمد مدنی دیوبند)

محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ

(۱) جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں اور ان سے قتل و قتال کرنا ان کے اموال کو ان سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے (صفحہ ۴۳ الشہاب الثاقب)

(۲) شان نبوت حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نجدیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپکو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی و ضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کرکے راہ پر لا رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان، اور نہ کوئی فائدہ ان کی ذات سے بعد وفات ہے۔ اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں (یہی وہ اعتقادی واقعہ ہے جس کی بنیاد پر مجاہد ملت کو ملک بدر کیا گیا۔ اختر)

ان کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔ (الشہاب الثاقب ص ۴۷)

(۳) وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں اور ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کی شان میں وہابیہ الفاظ خبیثہ استعمال کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ گروہ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے۔ جنانچہ غیر مقلدین ہند اسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں۔

وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقت اظہار دعویٰ حنبلی کرتے ہیں لیکن
عمل درآمد ان کا ہرگز جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ
علیہ کے مذہب پر نہیں ہے بلکہ وہ بھی اپنے وہم کے مطابق جس
حدیث کو مخالف فقہ حنابلہ خیال کرتے ہیں اس کی وجہ سے فقہ
کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا بھی مثل غیر مقلدین کے اکابر امت کی
شان میں الفاظ گستاخانہ وبے ادبانہ استعمال کرنا معمول بہ ہے۔
(صفہ ۶۲ و ۶۳ الشہاب الثاقب)

(۴) وہابیہ اشغال باطنہ واعمال صوفیہ مراقبہ ذکر وفکر وارادت
مشیخت وربط القلب بالشیخ وفنا وبقاء وخلوت وغیرہ کو
فضول ولغو وبدعت وضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر
کے اقوال وافعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں
داخل ہونا بھی مکروہ ومستقبح بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہیں
چنانچہ جن لوگوں نے دیار نجد کا سفر کیا ہوگا یا ان سے اختلاط
کیا ہوگا ان کو بخوبی علم ہوگا۔ فیوض روحیہ ان کے نزدیک کوئی
چیز نہیں ومثل ھذا الشہاب صفحہ ۱۵۹

(۵) الرحمن علی العرش استویٰ وغیرہ آیات میں طائفہ
وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ
سے ثبوت جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے مسئلہ ندائے رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں وہابیہ مطلقاً منع کرتے ہیں (الشہاب ص ۶۴ الثاقب)

چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا ہوگا الصلوٰۃ والسلام
علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت
نفریں اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور اس کا استہزاء اڑاتے ہیں
اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔

وہابیہ نجدیہ، یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یا
رسول اللہ میں استعانت لغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے۔ وہابیہ
وہاں (مسجد نبوی اور بارگاہ مصطفیٰ) پر بھی (ندائے یا رسول اللہ)
منع کرتے ہیں دو وجہ سے اولاً یہ کہ استعانت بغیر اللہ ہے اور دوم
یہ کہ ان کا اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور
ثابت نہیں بلکہ وہ بھی مثل دیگر مسلمین کے متصف بالحیات البرزخیہ
اسی مرتبہ سے ہیں جو حال دیگر مسلمین کا ہے وہی ان کا بھی ہوگا۔

یہ جملہ عقائد ان پر بخوبی ان پر ظاہر و باہر جنھوں نے دیار نجد
کا سفر کیا ہو یا حرمین شریفین میں رہ کر ان لوگوں سے ملاقات کی ہو
یا کسی طرح سے ان کے عقائد پر مطلع ہوا ہو یہ لوگ مسجد نبوی شریف
میں آتے ہیں تو نماز پڑھ کر نکل جاتے ہیں اور روضۂ مبارک پر حاضر
ہو کر صلوٰۃ وسلام ودعا پڑھنا مکروہ وبدعت شمار کرتے ہیں۔

انھیں افعال خبیثہ واقوال واہیہ کی وجہ سے اہل عرب کو
ان سے نفرت بے شمار ہے (صفحہ ۶۵ و ۶۶ الشہاب الثاقب)
(مزید تفصیل صدر جمیعۃ علماء ہند حسین احمد مدنی شیخ الحدیث دار العلوم

دیوبند کی کتاب "الشہاب الثاقب" مطبوعہ دیوبند میں ملاحظہ فرمائیں۔)

حجاج کرام میں ایسے ہزاروں لاکھوں علماء اسلام ہوتے ہیں جو ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر اقتداء کی نیت نہیں کرتے یا بعد میں اعادہ کر لیتے ہیں۔ خود وہاں کے مستقل باشندوں کی یہ مستند روایتیں ہیں جنھیں کسی طرح بھی جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ لاکھوں مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو سوچتے ہیں کہ خواہ مخواہ حکومت سے تعرض کر کے اپنے آپکو زحمت اور مصیبت میں کیوں گرفتار کیا جائے؟ لیکن قربان جایئے اس جرأت خداداد اور اسلاف کرام کی اتباع پر! کہ آپ نے عہد عباسی کی وہ تاریخ زندہ کر دی جب حضرت امام حنبل کو فتنۂ خلق قرآن کے موقع پر بغداد کی شاہراہوں پر درّے لگائے جاتے۔ اذیتوں سے ان کی قوتِ برداشت جواب دیدیتی پھر بھی آپ کی زبان سے یہی نکلتا کہ قرآن کلام ربانی ہے۔ اسے کسی طرح مخلوق قرار نہیں دیا جاسکتا۔ میں ہرگز اس کا اقرار نہیں کر سکتا خواہ اس راہ میں مجھے اپنی جان کیوں نہ قربان کرنی پڑے۔

بہت سے حجاج کرام ایسے بھی ہیں جو الگ نماز پڑھتے رہے ہیں لیکن انھیں کچھ گفت و شنید کی جرأت نہیں ہوسکی۔ عہد حاضر میں ہند و پاک، مصر و شام، عراق، افغانستان، اور ترکی، وغیرہ کے لاکھوں کروڑوں حجاج کرام آئے گئے۔ مگر تاریخ بتاتی ہے کہ نجدیت سے اظہار نفرت و حقارت اور اختلاف مسلک کے باوجود ایسی کوئی

گرجدار آواز ابتک صحرا نجد و حجاز میں نہ گونجی جنکی صدائے بازگشت سے عالم اسلام کا گوشہ لرز اٹھا۔ نجدی ایوانوں کی فصیلیں تڑخ اٹھیں اور ریاض نجد کی خاردار جھاڑیوں سے ساری کائنات اپنا دامن بچانے لگی! یہ عزیمت ہے مجاہد ملت کی کہ انھوں نے ہنس کر دار و رسن کو خوش آمدید کہا اور ساری دنیا کے فرزانے ان کی اس دیوانگی پر چونک اٹھے۔ سہ

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا — ہر مدعی کیواسطے دار و رسن کہاں۔

سعودی حکومت نے ایک مرد حق آگاہ کو اپنے ظلم کی آماجگاہ بنا کر اسے روحانی و جسمانی اذیت پہونچائی ہے۔ تاریخ عالم کے عبرتناک واقعات کا اسے پھر سے مطالعہ کرنا چاہیئے کہ جب بھی کسی سلطان وقت نے خدا کے کسی نیک بندے سے چھیڑ چھاڑ کی اس کی حکومت پر زوال آیا اور اسے ذلت و خواری کی زندگی گزارنی پڑی یا سارے عالم کے لیئے اس کی موت ایک درس عبرت بن گئی۔ رب کائنات کا خود اعلان ہے "من عادیٰ لی ولیا فقد اٰذنته بالحرب" جس کسی نے میرے کسی ولی اور دوست سے دشمنی مول لی میری طرف سے اس کے لیئے اعلانِ جنگ ہے۔ اس نے اس برگزیدہ بندہ سے دشمنی نہ کی بلکہ اس نے کھل کر میری مخالفت اور میری دشمنی پر آمادہ ہوا۔ اب جس کا خدا خود دشمن ہو جائے پھر اس کا کون ولی اور ناصر ہو سکتا ہے؟۔

گمراہ فرقہ مہدویہ جس نے حرم کعبہ کے محاصرہ کی شیطانی حرکت کی ہے کیا عجب کہ شعائر دین کی توہین۔ بزرگان اسلام کی تحقیر اور نجدیوں

کے منحوس عزائم پر تازیانۂ عبرت ہو کہ اب بھی وقت ہے۔ اپنی یہ گستاخانہ روش چھوڑ کر دامن اسلام مضبوطی سے تھام لو۔ اور اہلسنت وجماعت کے صراطِ مستقیم پر گامزن ہوجاؤ ورنہ آخرت میں تو ذلیل ورسوا ہونا ہی ہے۔ نجدی عقائد! انہدام گنبد خضریٰ کا ایمان سوز منصوبہ! اور مسجد حرام میں جماعتِ نماز سے مسلمانوں کو روکنا یہ ایسے ہولناک جرائم ہیں جن کا خمیازہ تمہیں اس دنیا ہی میں بھگتنا پڑے گا۔ ومالھم ان لا یعذبھم اللہ وھم یصدون عن المسجد الحرام وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون (پ ۹ انفال)

ترجمہ:۔ اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ تو مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور اس کے اہل نہیں۔ اس کے اولیاء تو پرہیزگار ہی ہیں (کنز الایمان)

نجدی حکومت کو مال وثروت۔ ظاہری شان وشوکت، نیز مادی وسائل وذرائع پر نازاں نہ ہونا چاہیئے۔ ظاہری حکومت اور دنیا میں رفاہی کاموں پر اپنی فوقیت جتانا اور اسی کو معیارِ حق بتانا نہایت گمراہ کن طرزِ فکر ہے۔ انہیں ہوش میں آجانا چاہیئے کہ محض خدمتِ حرم اور اس کی تعمیر وترقی دلیل حقانیت نہیں۔ یہ تو کفار مکہ کا تصور تھا جس کی تردید قرآن حکیم اس طرح فرماتا ہے۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن اٰمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ ط لا یستوٗن عند اللہ ط

واللہ لا یھدی القوم الظلمین (پ ۱۰ توبہ)

ترجمہ:۔ تو کیا تم نے حاجیوں کی سبیل اور مسجد حرام کی خدمت اسکے برابر ٹھہرالی جو اللہ اور قیامت پر ایمان لایا اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک برابر نہیں۔ اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا (کنز الایمان)

نجدی حکومت کان کھول کر سن لے کہ ریالوں کی جھنکار سے آوازۂ حق کو دبایا جاسکتا ہے اور نہ آہنی زنجیروں جکڑ کر سرفروش مردانِ خدا کے ضمیر کو کچلا جاسکتا ہے۔ ہم نہ تو شکوۂ دار ورسن کرتے ہیں اور نہ اس سنتِ آبائی سے گریزاں ہیں۔ مجاہد ملت کروڑوں سنی مسلمانوں کے رہبر وپیشوا اور نمائندہ وترجمان ہیں۔ انھوں نے جو کچھ کیا صحیح اور اچھا کیا۔ ہم ان کی ہر آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ہمارے پیچھے مسلمانوں کا ایک امنڈتا ہوا سیلاب اور حق وصداقت کا دمکتا ہوا آفتاب ہے جس کے سامنے وہابیت کی ساری ظلمتیں انشاء اللہ بہت جلد کافور ہو جائیں گی اور نجد کی وادیوں اور ریاض کی شاہراہوں سے آل الشیخ اور آل السعود کا جنازہ بھی بہت جلد نکلنے والا ہے جسکے بعد اس بلا خیز وہابی شہنشاہیت سے انشاء المولیٰ تعالیٰ سارے اہل عرب نجات پاکر مسرور ومطمئن ہو جائیں گے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز۔

محمد یٰسین اختر الاعظمی

۳؍ دسمبر ۱۹۷۹ء

عشق وعرفان کا خزینۂ عامرہ

جواھر البحار فی فضائل النبی المختار

جلد اوّل

تصنیف :— الشیخ الامام علامہ یوسف بن اسمٰعیل النبھانی المتوفی ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء
ترجمہ :— حضرت مولانا غلام رسول صاحب قادری جامعہ رضویہ لاہور
:— حضرت مولانا عبد الحکیم صاحب اختر شاہجہانپوری دارالمصنفین لاہور
ناشر بار دوم ۱۴۰۱ھ :- مکتبۃ الحبیب الہ آباد ۔ صفحات ۵۸۴ ۔ قیمت مجلد ۔/۲۸

تعارف وتبصرہ

مولانا یٰسین اختر مصباحی استاذ ادب عربی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور (اعظمگڈھ)

جواھر البحار :- چار ضخیم مجلدات پر مشتمل یہ شہرۂ آفاق مجموعہ شاہکار دست قدرت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فطری محاسن اور اخلاقی کمالات کا ایک ایمان افروز گلدستہ ہے جسکی زیارت سے عشاق رسول کی نگاہیں شاد کام ہوتی ہیں۔ انکے دل ودماغ کو فرحت و انبساط اور کیفیت وسرور میسر آتا ہے۔ اور سعادتمند روحوں کو محبت وعقیدت کی حلاوت، تازگی اور عشق ووارفتگی کی انمول دولت نصیب ہوتی ہے۔ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ومحامد آپ کا حلم۔ عفو۔ صبر۔ جود وکرم، شجاعت اور بہادری۔ حیا اور چشم پوشی ۔ شفقت ورحمت ۔ صلہ رحمی ۔ اور ایفاء عہد ۔ تواضع وانکساری ۔ عدل

امانت، عفت، صداقت، وقار، خاموشی، سنجیدگی، مروت، حسن سلوک، خوف خدا اور کثرتِ عبادت وغیرہ کے دلنواز جلوے اس کتاب کے ورق ورق پہ بکھرے نظر آتے ہیں۔ مرکزیت، دائرۂ تخلیق، معراج مبارک، رویت باری تعالیٰ، شفاعت کبریٰ حملِ لواءِ حمد، رفعت مقام محمود اور عظمت حوض کوثر جیسے خصائص مصطفیٰ علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کا ایسا روح پرور بیان کہ روح مومن کو وجد آجائے اور وجدان عَش عَش کر اٹھے۔ فضائل وشمائل اور معجزات رسول کے ذکر کو حسن ترتیب کا کمال بخشا ہے جس نے اسے اپنے موضوع کی دوسری تمام کتابوں سے بالکل منفرد اور ممتاز مقام عطا کر دیا ہے اور اس ریاض عقیدت کے گلہائے رنگا رنگ کو حسن وجمال کا وہ آب وتاب بخشا ہے کہ

ع کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

اور کیوں نہ ہو کہ صرف جلد اول میں (۱) قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمۃ المتوفی ۵۴۴ھ (۲) حکیم محمد بن ترمذی علیہ الرحمۃ م ۲۵۵ھ (۳) حافظ ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ م ۴۳۰ھ (۴)، شیخ محی الدین بن عربی علیہ الرحمۃ م ۶۳۸ھ (۵) قاضی ابوالحسن ماوردی م ۴۵۰ھ (۶) امام فخر الدین عمر الرازی م ۶۰۶ھ (۷) شیخ عمر بن فارض م ۶۳۲ھ (۸) شیخ عزالدین بن عبد السلام م ۶۶۰ھ — جیسے امت محمدیہ کے مایہ ناز اور جلیل القدر علماء ومشائخ کرام کی نگارشات شامل ہیں۔ جنھوں نے آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اپنے مشاہدات ومکاشفات سے یہ جوہر ریزے جمع کئے ہیں۔ اس طرح حقائق ومعارف کے بحر بیکراں سے فضائل محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے آبدار موتیوں کا استخراج کر کے علامہ نبہانی نے اسے

اپنی شان جامعیت کے لحاظ سے ایک بے مثال اور عدیم النظیر مجموعہ بنا دیا ہے۔

حضرت علامہ نبہانی قدس سرہٗ اپنے وقت کے ایک زبردست مصنّف متبحر عالم اور مشہور عارف باللہ گذرے ہیں۔ عشق و محبت رسول کی سرشاریاں انکی رگ و پے میں سمائی ہوئی تھیں۔ اور شمع رسالت پر پروانہ وار نثار تھے۔ حضرت مولانا عبد الحکیم اختر شاہجہانپوری اپنے فاضلانہ پیش لفظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"اسلام کے اس مایہ ناز فرزند' نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق اور چودھویں صدی کی نادر روزگار ہستی نے قلمی میدان میں ایسی بیش بہا تصانیف چھوڑی ہیں جن کے مطالعہ سے آنکھوں کو نور اور دلوں کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ مجدد مائۃ حاضرہ امام احمد رضا خانصاحب قدس سرہٗ کے بعد دنیائے اسلام میں علامہ موصوف اپنی نظیر آپ ہیں۔ اگر علامہ کی قلمی نگارشات کو اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے تجدیدی کارناموں کا تکملہ کہا جائے تو شاید بیجا نہ ہوگا"۔

اس کے بعد علامہ نبہانی کی ۵۹۰ کتابوں کی فہرست پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں" علامہ موصوف کی تصانیف اکثر و بیشتر ارشادات نبوی کے مجموعے اور فضائل و کمالات مصطفوی کے ذخیرے ہیں۔ علم حدیث میں آپ کی نظر بہت وسیع ہے بعض تصانیف ایسی بالغ نظری اور محققانہ شان سے مرتب فرمائی ہیں جنکی نظیر علماء متاخرین کی تصانیف میں نظر نہیں آتی۔ یہ زور تحریر' وسعت نظر اور عشق رسول کے منہ بولتے لعل و گہر ہیں۔ قلمی نگارشات میں جامی کا سوز و گداز' سعدی کی فصاحت و بلاغت' رومی کا فلسفۂ حیات' سیوطی کی علمی جلالت' شیخ سرہندی کی جرأتِ رندانہ اور محقق دہلوی کا علمی تبحر اپنی جھلکیاں دکھا رہا ہے۔ (رحمۃ اللہ علیہم) صہ ۱۲ جواہر۔

جواہر البحار کے مطالعہ سے مذکورہ بالا تعریفی کلمات کی مکمل تصدیق ہو جاتی ہے اور کسی قاری کے لئے اس میں ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ زیر نظر ترجمہ نہایت عام فہم' سلیس اور شگفتہ و رواں دواں ہے۔ دوران مطالعہ اس کا احساس کبھی نہیں ہوتا کہ اسے عربی سے اردو زبان میں منتقل کیا گیا ہے حالانکہ اس کام میں علم وافر اور دقت نظر کے علاوہ دونوں زبانوں کی نوک پلک سنوارنے کے فن سے واقفیت بھی ضروری ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول حبیبی صاحب مدظلہٗ و حضرت مولانا اختر شاہجہانپوری مدظلہٗ نے بڑی کامیابی کے ساتھ یہ مہم سر کی ہے۔ جس کے وہ ہر طرح ہمارے شکریہ اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ مترجمین کی جانب سے زیر آیات کے حوالے اور حاشیہ پر موضوع سے مناسب جابجا نعتیہ اشعار کے اضافے اس کی افادیت میں کچھ اور اضافہ کر دیا۔

علماء کرام و طلباء مدارس اسلامیہ نیز مسلمانوں کا پڑھا لکھا طبقہ اگر اس کی خرید کی طرف متوجہ ہو جائے تو انشاء المولیٰ تعالیٰ اسکی بقیہ جلدیں بھی بہت جلد منظر عام پر آجائیں اور اس طرح علم و ادب کا یہ لازوال تحفہ دینی درسگاہوں' دانشور طبقہ اور مسلم گھرانوں کی متاع عزیز بن کر اپنے فیضانِ عشق سے ان کے دلوں کا عالم زیر و زبر کرتا رہے۔ اور ہمارا جہانِ آرزو مہر و ماہ عجم سے نہیں بلکہ خود اپنے سوز دل کی تجلیات نور سے جگمگاتا رہے

فقط

والسلام

مراسلت کا پتہ:۔ (مولانا) محمد علی جناح حبیبی۔ ناظم مکتبۃ الحبیب
مسجد اعظم ۱۴۰ اتر سٹیا۔ الہ آباد (یو۔پی)

آئندہ اشاعتی پروگرام

- تفسیر نعیمی چہارم
- سراجی اردو
- میزان
- نحو میر
- پنج گنج

مزید معلومات کیلئے مندرجہ ذیل پتہ پر مراسلت کریں

محمد علی جناح حبیبی ناظم مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ نمبر ۱۴ اتر سئیا۔ الہ آباد

زبان اردو میں قرآن عظیم کی بسیط تفسیر "تفسیر نعیمی" کے سوا دوسری نہیں ہے۔ اہلسنت وجماعت کے مستند عالم حکیم الامت حضرت مولانا احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ نے اس تفسیر کو تالیف فرماکر مسلک حق کے دینی ذخیرے میں ایک گراں قدر اضافہ فرمادیا ہے۔ جو اردو داں حضرات کے لئے دُرِ نایاب ہے۔

سائز ۲۰×۳۰/۸ صفحات ۹۲۸ قیمت جلد اوّل مجلد ۴۵ روپے

سائز ۲۰×۳۰/۸ صفحات ۵۶۸ قیمت جلد دوم مجلد ۳۲ روپے

سائز ۲۰×۳۰/۸ صفحات ۸۰۸ قیمت جلد سوم مجلد ۴۰ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبۃ الحبیب جامعہ حبیبیہ

۱۴۰۔ اترسوئیا۔ الہ آباد (یو۔پی)